



سوال

(296) نماز جنازہ میں سلام کیسے پھیریں

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

نماز جنازہ میں دونوں طرف سلام پھیرنا چاہیے یا صرف ایک طرف؟ (المؤاخذ محمد صفدر حضروی)

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

سنن نسائی (الصغریٰ 4/75 ح 1991 ترقیم التعليقات السلفیہ) میں سیدنا ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

"السنة في الصلاة على الجنازة أن يقرأ في التكبيرة الأولى بأم القرآن مخفية، ثم يكبر ثلاثاً، والتسليم عند الآخرة"

نماز جنازہ میں سنت یہ ہے کہ پہلی تکبیر میں سورہ فاتحہ سرّاً (خفیہ) پڑھے پھر تین تکبیریں کہے اور آخر میں سلام پھیر دے۔ یہ روایت صحیح ہے اور امام نسائی کی السنن الکبریٰ (ج 1 ص 644 ح 2116) میں بھی موجود ہے۔ اسے ابن الملقن نے تحفۃ المحتاج (ج 788) اور حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الباری (3/204-203 ح 1335) میں صحیح کہا ہے۔

مصنف عبدالرزاق (ج 3 ص 489، ح 6428) اور مشقی ابن الجارود (ج 540 واللفظ لہ) میں سیدنا ابوامامہ بن سہل بن خنیف (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے اسی روایت میں آیا ہے کہ:

"السنة في الصلاة على الجنازة أن تكبر، ثم تقرأ بأم القرآن، ثم تصلي على النبي صلى الله عليه وسلم، ثم تخلص الدعاء للميت ولا تقرأ إلا في التكبيرة الأولى ثم تسلم في نفسه عن يمينه"

نماز جنازہ میں سنت یہ ہے کہ تو تکبیر کے پھر سورہ فاتحہ پڑھے پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے، پھر خالصتاً میت کے لیے دعا کرے۔ اور (فاتحہ کی) قرأت صرف پہلی تکبیر میں ہی کرے پھر اپنی دائیں طرف خفیہ سلام پھیر دے۔

اس روایت کی سند صحیح ہے۔ امام ابن شہاب الزہری نے سماع کی تصریح کر دی ہے۔ ابوامامہ اسعد بن سہل بن خنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ صفار صحابہ میں سے تھے، انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تھا مگر سننا کچھ نہیں۔ (دیکھئے تقریب التہذیب ص 39، واسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابہ 1/27 تجرید اسماء الصحابہ ج 1 ص 10 للذہبی)

اور الاصابہ فی تمییز الصحابہ لابن حجر ج 1 ص 97 القسم الثاني

صحابی صغیر ہوا کبیر اہل سنت کے راجح مسلک میں صحابہ کی مراسیل بھی صحیح و مقبول ہوتی ہیں۔ دیکھئے اختصار علوم الحدیث ابن کثیر (ص 58 طبع دار السلام) تیسیر مصطلح الحدیث (ص 74) اور عام کتب اصول حدیث۔

محمد عبید اللہ الاسعدی (دہلوی) نے لکھا ہے کہ :

"مرسل صحابی : ہمسور کے نزدیک مقبول ولائق احتجاج ہے "لخ" (علوم الحدیث ص 137 بہ نظر ثانی و تفریط : حبیب الرحمن اعظمی دہلوی)

امام ابن الجارود النیسابوری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 307ھ) نے مشقی ابن الجارود میں اسے روایت کر کے صحیح قرار دیا ہے۔

ایک روایت کے بارے میں اشرف علی تھانوی نے کہا :

(ابن الجارود نے مشقی میں یہ حدیث روایت کی لہذا یہ ان کے نزدیک صحیح ہے۔ لخ) (بوادر النواہر ص 135)

ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ حدیث رجال (یا رجل) من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی۔ (الاوسط لابن المنذر ج 5 ص 446، اثر 6187، السنن الکبریٰ للبیہقی ج 4 ص 40 و معانی الآثار للطحاوی 1/500، المستدرک للحاکم 1/360)

اسے حاکم اور ذہبی دونوں نے صحیح کہا ہے۔

صحابی اگر "من السنیۃ" (سنت میں سے ہے) یا اس جیسے الفاظ کے تو یہ مرفوع کے حکم میں ہوتا ہے۔ دیکھئے تیسیر مصطلح الحدیث (ص 132) اور عام کتب اصول الحدیث۔

ظفر احمد تھانوی دہلوی نے بھی محدثین (وعلماء) کے نزدیک "السنیۃ" کو مرفوع حدیث کے درجہ میں داخل کیا ہے۔

دیکھئے قواعد فی علوم الحدیث (ص 126) اور اعلاء السنن (ج 19 ص 126)

مختصر یہ ہے کہ یہ حدیث صحیح بھی ہے اور مرفوع بھی ہے۔ اس حدیث سے امام ابو بکر محمد بن ابراہیم بن المنذر النیسابوری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 318ھ) وغیرہ نے یہ مسئلہ ثابت کیا ہے۔ کہ نماز جنازہ میں صرف دائیں طرف سلام پھیرنا چاہیے دیکھئے الاوسط (ج 5 ص 448)

اس استدلال کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا :

"عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّكَانَ إِذَا صَلَّيَا عَلَى الْجَنَازَةِ رَفَعَا يَدَيْهِ فَكَبَّرَا، فَإِذَا فَرَغَا سَلَّمَا عَلَى يَمِينِهِ وَاحِدَةً"

(المصنف ج 3 ص 307 ح 11491)

یعنی ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب نماز جنازہ پڑھتے تو رفع یدین کرتے پھر تکبیر کہتے، پھر جب (نماز سے) فارغ ہوتے تو اپنی دائیں طرف ایک سلام پھیرتے تھے (اس کی سند بالکل صحیح ہے) یہ سلام دائیں طرف پھیرنا چاہیے

امام ابو حنیفہ کے استاد امام مکحول الشافعی رحمۃ اللہ علیہ (تابعی) نماز جنازہ میں اپنی دائیں طرف ایک سلام پھیرا تھا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج 3 ص 308، ح 11506، وسندہ صحیح)



ابراہیم بن یزید الحنفی بھی نماز جنازہ میں ایک طرف (دائیں طرف) ایک سلام پھیرنے کے قائل تھے۔
(مصنف عبد الرزاق ج 3 ص 493 ح 6445، ابن ابی شیبہ ج 3 ص 307 ح 11496 وسندہ صحیح)
اس کی سند صحیح ہے۔

امام عبد اللہ بن المبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص جنازے میں دو سلام پھیرتا ہے وہ جاہل ہے۔ جاہل ہے۔ (مسائل ابی داؤد ص 154، وسندہ صحیح)
اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ نماز جنازہ میں صرف ایک اسلام اور دائیں طرف ہی پھیرنا چاہیے۔ یہی قول اکثر اہل علم کا ہے اور عبد الرحمن بن مہدی، احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ
واسحاق بن راہویہ وغیرہم سے مروی ہے۔ دیکھئے الوسط (ج 5 ص 447)

حرین (مکہ و مدینہ) میں اسی پر عمل ہو رہا ہے والحمد للہ۔

جو لوگ دونوں طرف سلام پھیرنے کے قائل ہیں ان کے دلائل کا مختصر جائزہ درج ذیل ہے۔

"وعن ابن ابی آوفی: «أنه کبر أربعاً، ثم سلم عن یمنه، وعن شماله"

(السنن الکبری للبیہقی ج 4 ص 43)

اس روایت کی سند تین علتوں کی وجہ سے ضعیف ہے۔

1۔ اس کا راوی ابراہیم بن مسلم البجری ضعیف ہے اسے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ، امام سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ اور جمہور محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے۔

دیکھئے تحفۃ الاقویاء فی تحقیق کتاب الضعفاء للبخاری بتحقیق (ترجمہ: 10)

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"لین الحدیث رفع موقوفات" (تقریب التہذیب ص 27)

یعنی وہ روایت حدیث میں کمزور تھا۔ اس نے موقوف روایات کو مرفوع بیان کر دیا تھا۔

2۔ شریک بن عبد اللہ القاضی کو امام دارقطنی وغیرہ نے مدلس قرار دیا ہے۔

(طبقات المدلسین لابن حجر 56 المرتبۃ الثانیہ)

اگرچہ شریک رحمۃ اللہ علیہ تدلیس سے برات کا اعلان کرتے تھے اور "آپ کی تدلیس زیادہ نہیں ہے" (دیکھئے التبین الاسماء المدلسین لابن العجمی ص 33 ت 33)

لیکن عین ممکن ہے کہ تدلیس التوسیہ سے برات کا اعلان کرتے تھے۔ رہا مسئلہ کم یا زیادہ تدلیس کا تو اس بارے میں راجح یہی ہے کہ جو شخص ساری زندگی میں صرف ایک مرتبہ بھی تدلیس کرے اس کی عن والی منفرد روایت غیر مقبول ہوتی ہے۔



امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"من عرفناہ دلس مرة فقد أبان لنا عورته"

ہم نے جسے ایک دفعہ تہ لیس کرتے ہوئے جان لیا تو اس کی حیثیت ہمارے سامنے واضح ہو گئی۔ (الرسالۃ ص 379 رقم 1033)

اور فرمایا:

"لا نقبل من دلس حدیثا حتی یقول فیہ: حدیثی: او سمعت"

ہم نے کہا: ہم کسی دلس سے کوئی حدیث قبول نہیں کرتے الا یہ کہ وہ سماع کی تصریح کرے۔ (ایضاً ص 380 رقم 1035)

نیز دیکھئے علوم الحدیث لابن الصلاح (ص 99 نوع 12)

3۔ ابراہیم بن مسلم الجری سے یہ روایت شاگردوں کی ایک جماعت نے بیان کی ہے مگر کسی روایت میں دونوں طرف سلام پھیرنے کا ذکر نہیں۔

دیکھئے مسند احمد (383، 356، 4) سنن ابن ماجہ (1503، 1592) مسند الحمیدی تحقیقی (718) معانی الآثار للطحاوی (1/495) المستدرک للحاکم (360)

نور شریک القاضی سے ابو نعیم نے بغیر تسلیمتین کے روایت بیان کی ہے۔

معانی الآثار للطحاوی طبع مکہ مکرمہ (ج 1 ص 495) وطبع کراچی پاکستان (ج 1 ص 332)

مختصر یہ کہ یہ روایت کئی علتوں کی وجہ سے ناقابل حجت ہے۔ اسے شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ضعیف قرار دیا ہے۔ (احکام الجنائز ص 128)

تنبیہ: حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اتحاف المہرۃ (ج 2 ص 508 ح 6896) میں بحوالہ طحاوی، بجائے شریک کے "اسرائیل" نقل کیا ہے واللہ اعلم

2۔ "بحدیث ابن مسعود: (ثَلَاثُ خَلَالٍ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهُنَّ مَرَّكَتَيْنِ النَّاسُ، إِحْدَاهُمَا: الْقَسِيمُ عَلَى الْجَنَازَةِ مِثْلُ الْقَسِيمِ فِي الصَّلَاةِ"

(السنن الکبریٰ للبیہقی ج 4 ص 43، والجمع الکبیر للطبرانی ج 10، ص 100، ح 10022)

اسے حافظ مٹھی رحمۃ اللہ علیہ نے "رجالہ ثقات" مجمع الزوائد (3/34)

حافظ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے "اسنادہ جید" کہا۔ (المجموع شرح المہذب 5/239)

شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے حسن قرار دیا ہے۔ (احکام الجنائز ص 127 فقرہ 830)

یہ روایت بھی تین وجہ سے ضعیف ہے۔

1۔ حماد بن ابی سلیمان آخری عمر میں اختلاط کا شکار ہو گئے تھے۔ (دیکھئے الطبقات الکبریٰ لابن سعد ج 2 ص 333)

اس بات کا کوئی ثبوت نہیں ہے کہ زید بن ابی ایسہ کا سماع حماد کے اختلاط سے پہلے کا ہے۔

حافظ مثنیٰ رحمۃ اللہ علیہ بذات خود لکھتے ہیں کہ :

"ولا يقبل من حديث حماد إلا ما رواه عنه القدماء شعبه وسفيان الثوري والد ستواني ومن عدا هؤلاء روائعهم بعد الاختلاط"

"حماد کی صرف وہی روایت مقبول ہے جو اس سے قدیم شاگردوں : شعبہ سفیان الثوری اور (ہشام) اور الد ستوانی نے بیان کی ہے۔ ان (تینوں) کے علاوہ سب لوگوں نے اس کے اختلاط کے بعد ہی روایت کی ہے۔ مجمع الزوائد (1/119-120)

2- حماد بن ابی سلیمان مدلس تھے۔ (طبقات الدلسین 45، المرتبۃ الثانیہ)

اور یہ روایت معنعن ہے۔

3- ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ بھی مدلس تھے۔

(ایضاً: 35 المرتبۃ الثانیہ ابرار المنن فی تنقید آثار السنن للشیخ عبد الرحمن المبارکپوری رحمۃ اللہ علیہ ص 214)

اور یہ روایت معنعن ہے۔

میری تحقیق میں کسی ایک صحابی یا تابعی سے (سوائے ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ) باسند صحیح یا حسن نماز جنازہ میں دونوں طرف سلام پھیرنا ثابت نہیں ہے۔

خلاصہ یہ کہ نماز جنازہ میں صرف دائیں طرف سلام پھیرنا ہی راجح ہے۔

نماز جنازہ میں قراءت خفیہ (سرّاً) بھی صحیح ہے اور جہراً بھی۔

دیکھئے سنن النسائی (ج 4 ص 75، 74 ح 9189) و "جہر" مستقیماً ابن الجارود (ح 537)

ابن الجارود کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ امام جہراً پڑھے گا اور مقتدی سرّاً (ح 536) (شہادت، اپریل تا جون 2002ء)

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ علمیہ

جلد 1 - کتاب الجنائز - صفحہ 539